بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

تحقیق و تنقید

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان روئے زمین پر وہ واحد ملک ہے جس کا وجود کلمہ طیبہ کی نظریاتی اساس کا مرہون منت ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں جذبہ حریت اور استقامت اسی نعرہ مستانہ "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ نے دیا۔ وہ طاغوت اور اس کے چیلوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ بالآخر اہل حق کا غلبہ ہوا اور وہ جیت گئے اور پاکستان کے نام سے ایک اسلامی نظریاتی مملکت معرض وجود میں آئی۔ جس میں اسلامی نظام زندگی کا عملی نفاذ ہمارا اول ترین مقصد حیات تھا۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ نصف صدی ہونے کو ہے مگر ہمارا یہ دیرینہ خواب ہنوز شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔ اس سلسلہ میں سیکولر مغرب پرست طبقہ اور ہماری نوجوان نسل تو درکنار بعض نام نہاد مولوی بھی چند ٹکوں کے عوض اس نظام کی ابدی اور دائمی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونے کے خواہاں نہیں ہیں جس کی ایک چھوٹی سی مثال پیش خدمت ہے۔

پچھلے دنوں روزنامہ "مساوات" میں ایک مضمون کسی نام نہاد مولوی صاحب کے نام سے چھپا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بعض نیم تعلیم یافتہ علماء نے پاکستان کی پرائم منسٹر بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بعض امریکی کانگریس کے ارکان سے ہاتھ ملانے کو خلاف اسلام قرار دیا ہے۔ حالانکہ مودودی ؒ صاحب نے "تفہیم القرآن" جلد نمبر 5 ص 445-450 میں لکھا ہے کہ رسول اللہ نے بعض مواقع پر عورتوں سے ہاتھ ملایا اور "الجامع لاحکام القرآن" لعلامہ قرطبی جلد نمبر 18 ص 71 کا بھی حوالہ دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اپنا قائم مقام بنایا کہ

وہ عورتوں سے مصافحہ کریں۔ اور ایک روایت کے مطابق آنحضور ﷺ نے خود عورتوں سے مصافحہ فرمایا۔ علامہ قرطبیؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس کے کہنے میں ہمیں کوئی تامل نہیں کہ اس مسئلہ میں دجل و تلبیس سے کام لیا گیا ہے۔ امام قرطبیؒ اور مولانا مودودیؒ کے موقف کو بالکل غلط اور تحریف شدہ صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ جس بات کا جتنا حصہ اپنے مطلب کا نظر آیا اسے لے لیا اور جو ان کے خلاف پڑتا تھا اسے حذف کر دیا۔ پہلے ہم علامہ قرطبیؒ کی تفسیر کو لیتے ہیں انہوں نے سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر11 کے تحت یہ بحث کی ہے جہاں نبی کریم ﷺ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اگر مومن خواتین بیعت کے لئے حاضر ہوں تو ان سے بیعت کیسے لی جائے۔ امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب مومن عورتیں ہجرت کرکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آپ ان سے ان باتوں کا عہد و اقرار لیتے تھے جو اس آیت میں مذکور ہیں۔ (کہ وہ) اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ بنائیں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی (الخ) اس کے بعد علامہ قرطبیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ! "وکان رسول اللہ ﷺ اذا اقررن بذالک من قولھن قال لھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انطلقن فقد بایعتکن ولا واللہ مامست ید رسول اللہ ﷺ ید امراۃ قط غیرا نہ بایعھن بالکلام قالت عائشۃ: واللہ، ما اخذ رسول اللہ ﷺ علی النساء قط الابما امرہ اللہ عزو جل، وما مست کف رسول اللہ ﷺ کف امراۃ قط۔ وکان یقول لھن اذا اخذ علیھن، قد بایعتکن کلاما" رسول اللہ ﷺ جب مومنات سے زبانی اقرار کرا لیتے تھے تو آنحضور ﷺ فرماتے تھے چلی جاؤ بس میں نے تم سے بیعت لے لی، خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بیعت کرنے والی خاتون کا ہاتھ مس نہیں فرمایا۔ الا یہ کہ بس کلام کے ذریعے سے ان سے بیعت لیتے تھے۔ رسول اللہ کی ہتھیلی

مبارک نے کسی عورت کی ہتھیلی کو نہیں چھوا۔ ان سے بیعت لیتے وقت فرماتے تھے۔ میں نے تم سے زبانی بیعت لے لی" اب ہر شخص ملاحظہ کر سکتا ہے کہ یہ صحیح الاسناد حدیث جو حضرت عائشہ صدیقہؓ زوجہ مطہرہ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔ جسے مفسر قرطبی نے سب سے پہلے نقل کیا ہے اور جس میں ام المومنین اللہ کی قسم کھاکر فرما رہی ہیں کہ آپ ﷺ بالمشافہ قولی بیعت لے کر صحابیات کو چلے جانے کا حکم دیتے تھے۔ اس پوری حدیث سے تو مولانا صاحب نے آنکھیں میچ لیں ہیں اور اس کے بعد امام قرطبیؒ کی ایک روایت دے دی ہے جس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ کوہ صفا پر جب خواتین سے بیعت لی گئی تو حضرت عمرؓ کو درمیان میں واسطہ بنایا گیا۔ اور وہ خواتین سے آپ ﷺ کے نائب یا نمائندہ بن کر بیعت کے لئے مصافحہ کرتے تھے۔ اس روایت کا مفہوم اگر یہ لیا جائے کہ حضرت عمرؓ خواتین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت کرتے تھے اور آنحضور ﷺ نے انہیں ایسا کرنے پر مامور فرمایا تھا تو یہ روایت کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ اس کے وجوہ مختصراً درج ذیل ہیں۔

اس روایت کو امام قرطبیؒ نے قیل کے لفظ سے شروع کیا ہے۔ اور قیل کو علماء صیغہ تمریض کا نام دیتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے یہ قول اہل علم کے ہاں مستند اور قابل قبول نہیں۔ لیکن تفاسیر اور قدیم تصانیف میں چونکہ ہر طرح کے قول (رطب و یابس) کا احاطہ کر دیا جاتا تھا اس لئے ایسے کمزور اور شاذ اقوال بھی درج ہو جاتے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ والی روایت کے ساتھ قرطبیؒ نے ایک دوسری روایت بھی دی ہے کہ جس میں حضرت عمرؓ کے بجائے کسی عورت کا ذکر ہے جس کے سپرد یہ کام کیا گیا" روی انہ کلف امراۃ وقفت علی الصفا" اس پر مفسر قرطبیؒ کا اپنا ریمارک یہ ہے کہ ذالک ضعیف انما ینبغی التعویل علی مافی الصحیح (یہ بات کمزور ہے، اصل اعتماد و اعتبار اس قول پر ہونا چاہیے جو حدیث صحیح میں وارد ہے) جس میں بیعت کے لئے درمیانی واسطہ و وسیلہ کا ذکر موجود نہیں۔ امام قرطبی کی یہ رائے جو ہم نے ابھی ترجے

سے نقل کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہیں اس روایت کی صحت میں کلام ہے جس میں حضرت عمرؓ کا خواتین سے بیعت لینا اور مصافحہ کرنا بیان ہوا ہے اور مولانا کی وہ بات بالکل غلط ہے کہ "علامہ قرطبیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے" مولانا مودودیؒ اور ان کی تفسیر "تفہیم القرآن" کے حوالے سے یہ قول نقل کرنا بھی تحریف ہے کہ نبی ﷺ یا حضرت عمرؓ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ تفہیم القرآن جلد نمبر5 ص 449 حاشیہ 23 پر مولانا مرحومؒ فرماتے ہیں "عورتوں سے بیعت لیتے وقت آپ ﷺ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ بلکہ مختلف دوسرے طریقے اختیار فرمائے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم، بیعت میں حضور ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے چھوا تک نہیں ہے۔ آپ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے زبان اطہر سے یہ فرمایا کرتے تھے میں نے تجھ سے بیعت لی" (بخاری)

امیمہ بنت رقیقہؓ کا بیان ہے کہ میں اور چند عورتیں حضور ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے قرآن (آیت نمبر11 سورۃ الممتحنہ) کے مطابق ہم سے عہد لیا۔ پھر ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم آپ ﷺ کی بیعت کریں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے ہم میں سے کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا۔ (مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی کی روایت نقل کی ہے کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت ایک چادر حضور کی طرف بڑھائی گئی آپ ﷺ نے بس اسے ہاتھ میں لے لیا۔ اور فرمایا! میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

اس طرح ابن اسحاقؒ نے مغازی میں ابان بن صالح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ پانی کے ایک برتن میں ہاتھ ڈالتے تھے اور پھر عورت اسی برتن

میں اپنا ہاتھ ڈال دیتی تھی"

آخر میں صاحب تفہیم نے لکھا ہے! ایک روایت میں ام عطیہؓ انصاریہ کا یہ بیان ملتا ہے کہ حضور ﷺ نے گھر کے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے اندر سے ہاتھ بڑھائے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورتوں نے آپ ﷺ سے مصافحہ بھی کیا ہو۔ کیونکہ حضرت ام عطیہؓ نے مصافحہ کی تصریح نہیں کی۔ غالباً اس موقع پر صورت یہ رہی ہوگی کہ عہد لیتے وقت آپ ﷺ نے باہر سے ہاتھ بڑھایا ہوگا اور اندر سے عورتوں نے اپنے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے ہوں گے بغیر اس کے کہ ان میں کسی کا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں مس ہو" تفہیم القرآن کا حاشیہ اور بالخصوص حاشیہ کا آخری حصہ اپنے مدعا و منشا میں بالکل واضح ہے۔ لیکن اس پر بھی مولانا نے مضحکہ خیز تبصرہ کیا کہ! ظاہر ہے کہ ہاتھ یا تو مصافحہ کے لئے بڑھائے جاتے ہیں یا مارنے کے لئے۔ یہاں مارنے والا قرینہ تو ہے نہیں تو مصافحہ والا ہی قرینہ ہو سکتا ہے" حالانکہ آنحضور ﷺ اگر بیعت کی اہمیت کے پیش نظر اپنے دست مبارک کو متحرک فرما رہے ہوں اور خواتین جن سے بیعت لی جا رہی ہے وہ بھی اپنے ہاتھ بڑھا یا اٹھا کر بیعت کے الفاظ ادا کر رہی ہوں۔ خواتین مکان یا احاطہ میں ہوں اور آپ ﷺ خارج میں تشریف فرما ہوں تو اس میں کون سا امر خلاف قرینہ و قیاس ہے۔ اور جہاں تک باہمی مصافحہ کا تعلق ہے وہ اس لیے غیر ممکن و محال ہے کہ دوسری حدیث صحیحہ میں یہ قطعی صراحت وارد ہے۔ کہ آنحضور ﷺ نے بیعت کے موقع پر کبھی بھی کسی خاتون کا ہاتھ نہیں چھوا۔ اس کے باوجود عورت اور غیر محرم مرد کے مصافحہ و مکالمہ کا جواز ایسی روایات سے فراہم کرنا نری ہٹ دھرمی اور فتنہ پردازی کے سوا اور کیا ہے؟ حقیقت میں پورے اسلام کے اس بدیہی قانون کو جڑ سے اکھاڑنا ہے کہ مرد سے عورتیں پردہ کریں اور قرآن کہتا ہے ولا تخضعن با لقول کہ بات بھی اتنی نرمی سے نہ کرو کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ غلط امید رکھے کیوں! جیسا کہ انگریزی کی مشہور کہاوت ہے۔

"Naturly. women is the 'trap of Davel."

قرآن و حدیث نے اتنی پابندی لگائی ہے کہ ایک سے دوسری مرتبہ مرد اس کی طرف نہ دیکھے چہ جائیکہ وہ جیسے چاہے حیوانوں کی طرح گھوڑے اڑاتا پھرے اور پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک انسان شریعت سازی کرے پھر اسی کو حق بھی سمجھے حالانکہ اسی تفہیم القرآن (جن کا حوالے دے کر مولانا نے دجل کیا ہے) میں ص 448 جلد نمبر 5 میں صاحب تفہیم" نقل کرتے ہیں کہ قتادہؒ اور حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ جو عہد حضور اکرم ﷺ نے بیعت لیتے وقت عورتوں سے لیے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ غیر مردوں سے بات نہ کریں" اور آپ ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن ام مکتومؓ آئے تو اپنی بیویوں سے فرمانے لگے!

سر پر پردہ کرلو وہ کہتی ہیں کہ یہ تو اندھا ہے

تو آپ نے فرمایا! کہ وہ اندھا ہے لیکن تم اندھی نہیں ہو، معاذ اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

کہ خود یہ حکم دے رہے ہیں اور خود ہی اس کی طرف سبیل نکال رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا۔ کیا ان کو (معاذ اللہ) پتہ نہیں تھا کہ!

"Naturly women is the trial for human being."

(فطرتاً نوع انسان کے لئے عورت آزمائش ہے)

بس اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ ان کا تو حال ایسا ہے

شہرت کے حریص ہیں یہ عزت سے نہیں کام
بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

ابو تمام نے ٹھیک کہا تھا۔

فواللہ لا خیر فی العیش
ولا الدنیا اذا ذھب الحیاء

يعيش المرء ما استحيا بخير
و يبقى العود ما بقى اللحاء
اذا لم تخش عاقبة الليالى
ولم تحستحى فاصنع ماتشاء

کہ جب حیا چلا جائے تو پھر زندگی اور عیش و عشرت میں کوئی خیر نہیں۔ آدمی کی زندگی اسی وقت ہی ہے (حقیقت میں) جب تک حیا کا دامن نہ چھوڑے اور لکڑی (جس طرح) چھلکے میں جب تک رہے۔ باقی رہتی ہے۔ جب تم راتوں کے انجام سے خوفزدہ نہ ہو اور نہ تمہیں حیاء آئے تو پھر جو چاہے کر!

اور حدیث میں آتا ہے (الحیاء شعبة من الایمان)

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں حق و سچ کہنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اس سے قبل کہ ہم پر شیکسپئیر کا مقولہ صادر کیا جائے کہ

"Rod is the logic of thefools."

(لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے)

اللھم و فقنا لما تحب و ترضی۔